گیارھویں قسط

عربی لٹریچر میں قدیم ہندوستان

از جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب

مغربی ساحل کے شہر

فَندرِینہ[1]

ادریسی[2] (تیرھویں صدی کا ربع اول)

تھانہ (ثابہ) سے فَندرینہ تک ساحلی راستہ کا فاصلہ چار مرحلے[3] ہے۔ فندرینہ ایک خلیج کے دہانہ پر واقع ہے جو مالابار (منیبار) کی طرف سے آتی ہے، یہاں جزائر ہند و سندھ کے جہاز لنگر انداز ہوتے ہیں، باشندے مالدار ہیں، بازار بارونق اور سامان سے بھرپور، تجارت نفع بخش ہے، فندرینہ کے شمال میں ایک بڑا اور اونچا پہاڑ ہے، یہاں بکثرت درخت، آبادبستیاں اور مویشی پائے جاتے ہیں، اس پہاڑ کے آس پاس الائچی پیدا ہوتی ہے اور دنیا کے تمام ملکوں کو برآمد کی جاتی ہے، الائچی کا پودا بھنگ کے پودے کی طرح ہوتا ہے، الائچی کی بونڈیاں ہوتی ہیں جن میں دانے بھرے

---

[1] اہل تحقیق کی رائے کہ فندرینہ پتلینی Patalayini کی تعریب ہے جو مالابار ساحل (کیرالا) کا ایک شہر تھا اور ابھی ہے۔ ابن بطوطہ چودھویں صدی میں یہاں سے گذرا تھا اور اس نے بھی اس کو فندرینہ قلمبند کیا ہے۔ دیکھیے ہودیوالا نشک

[2] نزہۃ المشتاق قلمی ۱/۱۲۴۔ [3] ادریسی نے حسب عادت یہاں بھی غلط فاصلہ دیا ہے، تھانہ سے فندرینہ کی مسافت ساڑھے چار سو میل سے زائد ہے اس کے مقابلہ میں چار مرحلے زیادہ سے زیادہ سوا سو میل کے بقدر ہوتے ہیں۔

Quilon.

کیولان (ملی)

ابن خرداذبہ[1] (نویں صدی کا ربع ثانی)

سندان سے (براہ سمندر) کیولان (ملی) پانچ دن کی مسافت ہے، کیولان (ملی) میں سیاہ مرچ اور بانس پیدا ہوتا ہے، باخبر سمندری مسافروں کا بیان ہے کہ سیاہ مرچ کے ہر خوشہ پر ایک پتہ ہوتا ہے جو اس کو بارش سے محفوظ رکھتا ہے اور جب بارش ختم ہو جاتی ہے تو تپہ خوشہ کے اوپر سے ہٹ جاتا ہے اور جب پانی برستا ہے تو پتہ پھر خوشہ کو ڈھک لیتا ہے۔

سلیمان[2] تاجر (نویں صدی کا ربع ثالث):

....(عمان کے بندرگاہ) مسقط سے جہاز ہندوستان کی طرف روانہ ہوتے ہیں اور کیولان (کوکم ملی) کا رُخ کرتے ہیں، مسقط سے کیولان (کوکم ملی) کا فاصلہ معتدل ہوا میں ایک ماہ ہے[3]۔ کیولان (کوکم ملی) میں حکومت کی طرف سے ٹیکس آفس ہے جہاں چینی جہازوں سے ٹیکس لیا جاتا ہے، یہاں کنوؤں کا میٹھا پانی استعمال ہوتا ہے۔ چینی جہازوں پر پانچسو روپے (ہزار درہم) ٹیکس ہے، چھوٹے جہازوں اور کشتیوں پر پچاس روپے (دس دینار) سے پانچ روپئے (ایک دینار) تک ٹیکس لیا جاتا ہے۔

ابودُلف مسعر بن مزاہل (دسویں صدی کا ربع ثانی)

مدوری تین (مندرفتین[4]) سے روانہ ہو کر میں کیولان (کولم) پہنچا، یہاں کے باشندوں کا ایک

(۱) حاشیہ ۲ و ۵ بقیہ صفحہ گزشتہ) [2] ڈیلی ہندلا ملا پہاڑ مراد ہے جو سندر بند سے اٹھارہ میل شمال میں ہے، اس کی بلندی صرف آٹھ سو چھپن فٹ ہے جو دیرا کا صنف۔ مختصر اللہ المسالک والممالک ص ۶۲۔ [2] سلسلۃ التواریخ ۱۶/۱-۱۷۔ [3] براہِ دیبل و تھانہ پندرہ سو میل سے زائد [4] مندرفتین، مدوری تین کی تصحیف معلوم ہوتی ہے جو مدوری تین کی تعریب ہے، ہرا میشورم مدورا کے پانڈیا راجاؤں کا بڑا بندرگاہ تھا، بیرونی نے (باقی حاشیہ)

عبادت خانہ ہے لیکن اس میں کوئی مورتی[1] نہیں ہے۔ کولم میں ساگون اور بقم[3] کے جنگل[2] پائے جاتے ہیں، بقم دو قسم کا ہوتا ہے ایک قامرونی[4] جس کی نظیر نہیں ہوتی، دوسرا کیولانی جو گھٹیا ہوتا ہو ... ساگون کا خوب لمبا اور تناور درخت ہوتا ہے، اور بعض ساگون کے درخت ڈیڑھ سو فٹ (سو ذراع) سے زیادہ لمبے ہوتے ہیں یہاں بانس (قنا) اور بید (خیزران) بہت ہوتا ہے، تھوڑی مقدار میں گھٹیا درجہ کا سندروس گوند بھی ملتا ہے، چینی سندروس اس سے بہتر ہوتا ہے ... یہاں ایک پتھر پایا جاتا ہے سندفیہ نامی جس کو کھیتوں میں لگایا جاتا ہے، گھروں کے ستون مردہ مچھلیوں کے ستون سے بنائے جاتے ہیں، باشندے نہ تو مچھلی کھاتے ہیں نہ جانور ذبح کرتے ہیں لیکن بیشتر شہری مُردہ جانور کا گوشت کھا لیتے ہیں، جب اُن کا راجہ مرجاتا ہے تو وہ دوسرا راجہ جو چین کا دوست ہوتا ہے منتخب کر لیتے ہیں[5]۔ کیولان (کولم) کے علاوہ ہندوستان میں کہیں طبیب[6] نہیں ہوتے۔ یہاں بادیے اور پیالے بنائے جاتے ہیں جو ہمارے ملکوں

(بقیہ حاشیہ صلہ) قانون مسعودی میں اس بندرگاہ کا وجود متذکرہ بالا مقام پر تسلیم کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ مندوری تن ایک کھاڑی پر واقع تھا اور یہاں سے لنکا کا سفر کیا جاتا تھا۔ مسعودی کی اس عبارت سے بھی مندورقین کی مینہ جائے وقوع کی تائید ہوتی ہے: وأخبار ملوك الصين وملك سرنديب مع ملك مندورفين وهي بلاد مقابلة لجزيرة سرنديب كمقابلة بلاد قمار الجزائر لمهراج من الزابج وكل ملك يملك بلاد مندورفين يسمى الفائدي (مروج الذهب مصر ۱/۷۵)، بعض نسخوں میں الفاندی بالنون ہے، یہ غالباً الفاندی بالفار کی تصحیف ہے اور الفاندی Pandyas کی تعریب ہے۔

[1] قزوینی نے آثار البلاد ص پر ابودُلف کی جو عبارت نقل کی ہے اس سے کیولان میں عبادت خانہ اور مورتی دونوں کی نفی ہوتی ہے۔

[2] بفتح الباء وتشدید القاف، ایک درخت جس کے لال پتوں سے کپڑے رنگے جاتے تھے۔

[3] تام ورن۔ جنوب مغربی تھائی لینڈ۔

[4] قزوینی ص، جب ان کا راجہ مرجاتا ہے تو وہ چینیوں کے کسی بادشاہ کو اپنا راجہ بنا لیتے ہیں۔

[5] بظاہر یہ تصریح بالکل بے بنیاد ہے، ممکن ہے متن کا لفظ "طب" کسی دوسرے لفظ کی بگڑی ہوئی شکل ہو۔

(فارس و عراق) میں چینی پیالوں کے نام سے بکتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ چینی ہوتے نہیں ہیں۔ چین کی مٹی کیولان (کولم) کی مٹی سے زیادہ سخت ہوتی ہے اور آگ کی گرمی زیادہ دیر تک برداشت کرسکتی ہے۔ کیولان کی مٹی جس سے چینی بادیے بنائے جاتے ہیں تین دن تک پکائی جاتی ہے، اس سے زیادہ دیر تک وہ آگ میں نہیں رہ سکتی، لیکن چینی مٹی پندرہ دن تک پکائی جاتی ہے اور وہ اس سے بھی زیادہ عرصہ تک آگ کی متحمل ہوسکتی ہے۔ کیولان کے بادیے سیاہی مائل .. اور چینی سفید رنگ کے ہوتے ہیں .... کیولان (کولم) سے عمان کو بحری سفر کیا جاتا ہے۔ یہاں راؤند (دوا) پائی جاتی ہے لیکن وہ زیادہ موثر نہیں ہوتی، چینی راؤند بہتر ہوتی ہے۔ راؤند ایک قسم کا گول کدو ہے جو کیولان میں پایا جاتا ہے، اس کے پتے کو ساذج ہندی کہتے ہیں (بہت کم یاب ہے کیونکہ اس سے آنکھوں کی دوا بنتی ہے[۳])

کیولان کی طرف مختلف قسم کی عود لکڑی، کافور، لوبان اور قشار[۳] منسوب کیا جاتا ہے، درخت عود کا اصلی وطن خط استوا کے عقبی جزیرے ہیں، کوئی شخص کبھی عود کے جنگلوں میں نہیں پہنچا اور نہ کسی کو معلوم ہے کہ اس کا پودا اور درخت کیسا ہوتا ہے اور نہ کسی انسان نے اس کے پتہ کی شکل و صورت بیان کی ہے۔ سمندر کا پانی عود کے گدّھوں کو شمال کی طرف بہالاتا ہے، جو عود لکڑی خشک ہونے سے پہلے ساحل سمندر پہ آلگے اور اس کو کلہ بار (ملایا کا مغربی ساحل)، قامرون[۴]، یا سرزمین مرتج یا صنف[۵] یا قمار یا[۶] یا دوسرے ساحلوں پر اس کو اکٹھا کیا جائے، تو وہ عود لکڑی شمال

---

[۱] متن میں مجرر یا فاذ المعجمہ ہے جس سے کوئی مناسب مفہوم نہیں نکلتا، اس لیے ہم نے اس کو شجیر بالجیم المعجمہ قرار دے کر ترجمہ کیا ہے۔ [۲] اضافہ از آثار البلاد قزوینی ص۔ [۳] لسان العرب وغیرہ میں یہ لفظ نہیں ملا، غالباً محرف ہے۔ [۴] شمالی لینڈ کا ساحلی علاقہ مراد ہے۔ [۵] شاید جزیرہ سماترا کی طرف اشارہ ہے۔ [۵] بفتح صاد۔ جنوبی اور جنوب مشرقی تھائی لینڈ (سیام) [۶] عرب جغرافیہ نویسوں نے اس نام کے کسی شہر یا سرزمین کا ذکر نہیں کیا ہے۔ وہ صرف قِمار بالفتح نیز بالکسر سے واقف ہیں جو بقول بعض کمبوڈیا اور بقول بعض تھائی لینڈ (سیام) کے مترادف تھا، یہاں شاید جنوب مغربی تھائی لینڈ کا کوہستانی علاقہ مراد ہے۔

کی خشک ہوا لگنے پر بھی ہمیشہ تر رہتی ہے اور ایسی عود لکڑی کو قارونی مندلی عود کہتے ہیں اور اگر لکڑی سمندر میں خشک ہو یا خشک ہونے کے بعد سمندر میں آئے تو وہ عود ہندی کہلاتی ہے اور بھاری نیز ٹھوس ہوتی ہے، ایسے عود کی شناخت یہ ہے کہ اس کا برادہ پانی میں ڈالا جائے اور وہ نہ ڈوبے تو اس کے معنی ہیں کہ عود بڑھیا نہیں ہے اور اگر بُرادہ ڈوب جائے تو عود بے نظیر ہے جو عود لکڑی اپنی جگہ خشک ہو جائے اور سمندر میں اسکو کاٹا جائے تو وہ عود قماری کہلاتی ہے اور جو لکڑی درخت پر بوسیدہ ہونے کے بعد سمندر میں آئے تو اس کو عود صنفی کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا بندرگاہوں کے حاکم سمندر یا ساحل سے عود لکڑی جمع کرنے والوں سے دس فیصد ٹیکس لیتے ہیں۔ رہا کافور تو وہ کیولان (کولم) اور مدوری تپن (مندرتلین) کے درمیان واقع ہونے والے اُن پہاڑوں کے دامن میں پایا جاتا ہے جو سمندر کے کنارہ بلند ہیں، کافور ایک درخت کا گودا ہوتا ہے، جب درخت کے تنہ کو چیرا جاتا ہے تو اس میں چھپا ہوا ملتا ہے، کبھی کافور سیال ہوتا ہے اور کبھی منجمد، منجمد اس لیے کہ وہ ایک قسم کا گوند ہے جو درخت کے گودے میں محفوظ ہوتا ہے۔ کیولان (کولم) میں ہڑ بھی پائی جاتی ہے لیکن کم، کابلی ہڑ اس سے بہتر ہوتی ہے، وجہ یہ ہے کہ کابل سمندر سے دور ہے اور وہاں ہڑ کی تمام قسمیں اگتی ہیں، جو ہڑ درخت سے کچی گر جائے اس کا رنگ پیلا ہوتا ہے اور وہ ترش و سرد ہوتی ہے اور جو ہڑ درخت پر پک کر صحیح وقت پر اُترے وہ کابلی کہلاتی ہے اور گرم و شیریں ہوتی ہے اور جو ہڑ جاڑے کے موسم میں درخت پر چھوڑ دی جائے یہاں تک کہ سیاہ پڑ جائے وہ کڑوی حار ہوتی ہے۔ کیولان (کولم) میں گندھک اور تانبے کی کان ہے۔ تانبے کے دھوئیں سے عمدہ قسم کا توتیا بنایا جاتا ہے، تمام قسم کے توتیا تانبے کے دھوئیں سے ہی تیار ہوتے ہیں سوائے مندری توتیا کے جو جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، رانگ کے دھوئیں سے بنتا ہے۔

کیولان (کولم) اور مدوری تپن (مندرتلین) میں بارش کا پانی استعمال ہوتا ہے جس کو تالابوں

ے متن میں ہے۔ وکل شجرۃ تما نترسیۃ الرسم فجاء علی نیفھم، ہماری رائے میں فجاء علی فجارۃ غیر کی تصحیف ہے۔

یں جمع کر لیا جاتا ہے، کیولان میں گول کدو کے علاوہ جس سے راوند نامی دوا بنتی ہے کسی چیز کی کاشت نہیں ہوتی، یہ کدو جھاڑی اور کانٹوں میں پیدا ہوتا ہے، خربوزہ ہوتا ہے لیکن بے حد کم۔ یہاں قنبیل[1] نامی خاک آسمان سے گرتی ہے، اس کو گوبر میں ملایا جاتا ہے، عربی قنبیل اس سے بہتر ہوتی ہے۔

مدوری پتن (مندورقین[2])

ابودلف مسعر بن[3] مہلہل (دسویں صدی کا ربع ثانی):

کابل سے ہم نے ہندوستان کے مشرقی ساحل کے شہروں کا رخ کیا اور مدوری پتن (مندورقین) نامی شہر پہنچے، یہاں بانس اور صندل کے بہت سے جنگل پائے جاتے ہیں، یہاں سے طباشیر (طباشیر) برآمد کیا جاتا ہے، جب بانس خشک ہو جاتا ہے اور ہوا چلتی ہے تو بانس ایک دوسرے سے رگڑتے ہیں اور رگڑ کی گرمی سے ان میں آگ لگ جاتی ہے اور بعض اوقات یہ آگ لگ بھگ ایک سو پچاس میل (پچاس فرسخ) یا اس سے بھی زیادہ دور تک پھیلتی چلی جاتی ہے، وہ طباشیر جو ساری دنیا کے ملکوں کو بھیجا جاتا ہے اسی بانس سے نکلتا ہے، عمدہ طباشیر جس کے ایک مثقال (   ) کی قیمت سو مثقال سونا یا اس سے بھی زیادہ اٹھتی ہے، وہ بانس کے اندر سے نکلتا ہے۔ جب اس کو جھٹکا جاتا ہے، اس قسم کا طباشیر بہت کمیاب ہے، بانس سے حاصل کیا ہوا طباشیر ہر ملک میں ہندی توتیا کے نام سے برآمد کیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں وہ ہندی توتیا ہوتا نہیں ہے، ہندی توتیا نورانگ کا دھواں ہوتا ہے جو ہر سال تین چار پونڈ (من) اور حد پانچ پونڈ سے زیادہ حاصل نہیں ہوتا اور اس کے ایک پونڈ (من) کی قیمت ڈھائی ہزار روپئے (پانچ ہزار درہم) سے پانچ ہزار روپئے (دس ہزار دینار) تک اٹھتی ہے۔

---

[1] قنبیل بروزن زنبیل ایک قسم کی مٹی جس کو آگ میں بھون کر کھانے سے معدہ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔ برہان قاطع۔

[2] دیکھو فٹ نوٹ ۲۸ ۔ [3] معجم البلدان یاقوت، مصر، ذکر چین ۵/۱۶،۴۰۰۔۴۱۷

اترپردیش کا قنوج

ابوزید سیرافی[1] (نویں صدی کا ربع آخر)

ہندستانیوں میں ایک طبقہ عابدوں اور علماء کا ہے جن کو برہمن کہتے ہیں، ایک طبقہ شعراء کا ہے جو شاہی دربار سے وابستہ ہوتے ہیں، ایک طبقہ جوتشیوں کا ہے، ایک فلاسفہ کا اور ایک کاہنوں، کوّوں نیز دوسرے پرندوں کی اُڑان سے فال لینے والوں کا، ان میں جادوگر بھی پائے جاتے ہیں اور وہم وخیال کے کرشمے دکھانے والے بھی، یہ سارے طبقے خاص طور پر قنوج میں موجود ہیں۔

مقدسی[2] (دسویں صدی کا ربع آخر)

قنوج بڑا صدر مقام ہے، اس کی فصیل میں ایک قلعہ اور شہر ہے، فصیل کے باہر مزید آبادی (ربض) ہے، یہاں گوشت خوب ہوتا ہے اور ارزاں، پانی فراواں ہے، شہر کو ہر طرف سے باغ گھیرے ہوئے ہیں، کیلا ارزاں ہے، باشندے گورے ہیں اور خوش رو، پانی عمدہ ہے اور صحت بخش، فراخ شہر ہے اور تجارت کی نفع بخش منڈی، عام طور پر چاول کھایا جاتا ہے، آٹے کی قلت ہے لیکن مسلمان زیادہ تر گیہوں کی روٹی کھاتے ہیں، دھوتی پہنی جاتی ہے، مکانات حقیر ہیں، آگ بہت لگتی ہے، گرمی سخت پڑتی ہے، شہر پہاڑ سے بارہ تیرہ میل دور ہے، جامع مسجد بیرونی آبادی (ربض) میں واقع ہے، دریا (کالی ندی) شہر (کے مغرب) سے ہوکر گذرتا ہے، شہر میں عالم، اکابر اور اعیان موجود ہیں۔ قنوج پر ہندوؤں کا غلبہ ہے لیکن مسلمانوں کے مفادات اور معاملات کی نگرانی ایک ممتاز مسلمان کے سپرد ہے، اسی طرح دیہند (ادھند اٹک) میں بھی مسلمانوں کا ایک مقدم ہوتا ہے۔

---

[1] سلسلۃ التواریخ ۲/۱۲۷ ۔

[2] احسن التقاسیم صفحہ ۴۸۰ و ۴۸۵۔

* * * * *

بصرہ سے گنگا کے دہانہ تک ساحلی راستہ

ابن خُردادبہ[1] (نویں صدی کا رُبع ثانی) :-

بصرہ سے جزیرہ خارک[2] تک لگ بھگ ایک سو ساٹھ میل (پچاس فرسخ) مسافت ہے، خارک کی لمبائی چوڑائی تقریباً تین تین میل (ایک فرسخ) ہے، یہاں زراعت ہوتی ہے اور انگور نیز کھجور پائی جاتی ہے، خارک سے جزیرہ لاوان (موجودہ شیخ شعیب) "تقریباً دو سو پچاس میل (اسی فرسخ) دور ہے، لاوان کا عرض وطول سات آٹھ میل (دو فرسخ) ہے، زراعت ہوتی ہے اور کھجور پائی جاتی ہے، لاوان سے جزیرہ ابرون[3] بائیس[22] تیئس[23] میل (مشرق میں) واقع ہے، طول وعرض میں جزیرہ تقریباً تین تین میل (ایک فرسخ) ہے، یہاں بھی کھیتی باڑی ہوتی ہے اور نخلستان پائے جاتے ہیں۔ ابرون سے جزیرہ خین (مشرق میں) بائیس تیئیس میل دور ہے، یہ جزیرہ غیر آباد ہے اور اس کا عرض طول نصف نصف میل ہے۔ خین سے جزیرہ قیس (کیس) بائیس تیئیس میل (مشرق میں) ہے، یہاں زراعت ہوتی ہے، کھجور نیز مویشی پائے جاتے ہیں، یہاں کے سمندر سے عمدہ موتی نکلتے ہیں۔ جزیرہ قیس (کیس) سے جزیرہ ابن کاوان[4] (موجودہ قشم) کا فاصلہ چپن چھپن میل (اٹھارہ فرسخ) ہے، یہ جزیرہ عرض وطول میں دس گیارہ میل (تین فرسخ) ہے، یہاں کے باشندے اباضیہ فرقہ کے جنگجو خارجی ہیں، جزیرہ ابن کاوان (قشم) سے (جزیرہ) ہُرمُز بائیس تیئیس میل (مشرق میں) ہے، ہُرمُز سے تارا[5] (تیز ؟) سات دن کی مسافت ہے، تارا (تیز ؟) پر فارس کی حد ختم ہوتی ہے اور سندھ کی حد شروع ہوتی ہے۔ تارا (تیز) سے دیبل آٹھ دن کی بحری مسافت ہے۔ دیبل سے سندھ ڈیلٹا کا فاصلہ تقریباً سات میل (ایک فرسخ) ہے سندھ دریا (مہران) سے اوتکین[6] (اوتکین) جہاں ہندوستان کی حد شروع ہوتی ہے چار دن کی

---

[1] المسالک والممالک ص۶۱-۶۲ [2] بفتح الراء، بوشہر سے تیس میل شمال مغرب میں۔ ہوڈیوالا ص۱۴ [3] موجودہ جزیرہ ہندرابی، جزیرۂ قیس کے مغرب میں۔ لے اسٹرینج ص۲۶۱ [4] اس کا دوسرا نام لافت بھی ہے معجم البلدان لاسٹرنگ ص۲۶۲ [5] اس جزیرہ کا یاقوت اور دوسرے مستند جغرافیہ نویسوں نے ذکر نہیں کیا ہے، نہ موجودہ اطلسوں میں اس کی نشاندہی (باقی ص۱۳ پر)

مسافت ہے، اوکھمن کے پہاڑوں میں بانس پیدا ہوتا ہے اور وادیوں میں زراعت ہوتی ہے، یہاں کے باشندے بڑے سرکش ہیں، نافرمان اور ڈاکو، اوکھمن (اتکین) سے سات آٹھ میل (مشرق) میں میدونکی بستیاں ہیں، مید سمندری ڈاکو ہیں، مید کے علاقہ سے کولی نار؟ (کولی) تک سات آٹھ میل فاصلہ ہے، کولی نار سے سندان تک تقریبًا ساٹھ میل (اٹھارہ فرسخ) ہے۔ سندان میں ساگون اور بانس ہوتا ہے، سندان سے کیولان (ملی) پانچ دن کی بحری مسافت ہے، کیولان (ملی) میں سیاہ مرچ اور بانس پیدا ہوتا ہے، باخبر سمندری مسافر بتاتے ہیں کہ سیاہ مرچ کے ہر خوشہ پر بارش کے پانی سے حفاظت کے لیے ایک پتہ ہوتا ہے، جب بارش بند ہو جاتی ہے تو پتہ خوشہ سے ہٹ جاتا ہے اور جب ہوتی ہے تو پھر اس کو ڈھک لیتا ہے۔ کیولان سے بلین[ا] (خلیج منار ہین) دو دن کی مسافت ہے، اور بلین سے بڑے سمندر (بحر ہند) تک بھی اسی قدر فاصلہ ہے، بلین سے سمندری شاہراہ کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں، ہندوستانی ساحل کے ساتھ جانے والے جہاز بلین سے دو دن کی مسافت طے کرکے مدوری تپن (راباتن[۲]، رامیشورم کے قریب) پہنچتے ہیں، مدوری تپن (راباتن) میں چاول کی کاشت ہوتی ہے۔ لنکا کو اسی جگہ سے اناج بھیجا جاتا ہے۔ مدوری تپن (راباتن) سے کانجی (سنجلی)[۳] اور کیشان کا فاصلہ (کارومنڈل ساحل پر) ایک دن کی مسافت ہے، کیشان میں بھی چاول پیدا ہوتا ہے کیشان سے گوداوری (گوداوری فرید) کا ڈیلٹا دس میل (؟) ہے، یہاں سے کالنگا[۴] (کیلکان)[۵] تو ا (؟) اور گنجم (کنجد)[۶]

حاشیہ نمبرہ بقیہ صلا :۔ کی گئی ہے، محقق ڈی خوبے کی رائے میں تارا، تیز کی بگڑی ہوئی شکل ہے جو مکران کا مشہور جزیرہ اور بندرگاہ تھا۔ دیکھو ہود یوالاصلا دمقبول ص۱۲۷ ۔ جزیرہ تانہ کاٹھیاواڑ کے شمالی مشرقی سرے پر۔ دیکھو نقشہ۔

[ا] حاشیہ صفحہ ہٰذا ۔ شاید بال BAWAL کی تصحیف ہو جو خلیج منار کے موجودہ بندرگاہ TUTICORIN کے قریب جنوب میں واقع تھا۔ یول، جرنل ایشیاٹک سوسائٹی لندن جلد ۳ ص۲۴۴ ۔ [۲] قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ باتن، مدوری تپن کی بگڑی ہوئی شکل ہے، اور مدوری تپن جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے رامیشورم یعنی ہندوستان کے جنوبی سرے کے قریب ایک اہم بندرگاہ تھا جہاں سے ہندوستان کے لوگ لنکا کا سفر کرتے تھے۔ [۳] تن کانجلی محققوں کی رائے میں کنجن یا کانجی کی تصحیف ہے، کانجی سے کانجی یا کنجی ورم مراد ہے جو دریائے پالر پر کرشنا ندی سے ڈھائی سو میل جنوب مشرق میں دروڑ Dravida ریاست کا

(باقی ص۲۱ پر)

دو دن کی مسافت ہے، گنجم میں گیہوں اور چاول کی کاشت ہوتی ہے، گنجم سے سمندر (چلکا جھیل)[1] تقریباً پینتیس[۳۵] میل[2] دور ہے، یہاں بھی چاول کی کاشت ہوتی ہے۔

میٹھے پانی میں پندرہ بیس دن کے دریائی سفر کے بعد آسام (کامرون)[3] اور دوسرے علاقوں سے سمندر کو صندل لایا جاتا ہے۔ سمندر سے اوڑیسہ (اورشین)[4] تقریباً چالیس میل (؟) دور ہے۔ یہ ایک شاندار حکومت ہے جہاں ہاتھی، مویشی، بھینس اور ہر قسم کا استعمالی سامان پایا جاتا ہے، یہاں ایک بڑے راجہ کی حکومت ہے، اڑیسہ سے چار دن کا بحری سفر کرکے ابینہ[5] پہنچتے ہیں یہاں بھی ہاتھی پائے جاتے ہیں۔

بحرہند اور اس کے جزیرے

ابن رستہ[6] (دسویں صدی کا ربع اوّل):-

سمندر سے باخبر لوگوں نے بحرِ ہند اور بحرِ فارس کی حد بندی کر دی ہے، ان کی رائے ہے کہ بحرِ فارس

حاشیہ نمبر ۱۴ بقیہ صفحہ ۱۔ پایۂ تخت تھا۔ دیکھو کنتھم ص ۵۸۵۔ ۵۹۰۔ [2] دریائے گوداوری سے متصل شمال مشرق کی ایک قدیم ریاست [3] لوا ۔ لول۔ شاید سری کاکول کی تصحیف ہے جو کالنگا کی قدیم راجدھانی کالنگا پٹم سے بیں میل جنوب مغرب میں واقع تھا۔ کنتھم ص ۵۹۱۔ [4] چلکا جھیل (اوڑیسہ کے) جنوب کا بندرگاہ۔

[1] ماثارکی ص ۲۳ حاشیہ ہو، بذالہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے ابن خرداذبہ عربی کا پہلا مصنف ہے جس نے ہندوستان کے مغربی اور مشرقی ساحل کے شہروں کا اپنی کتاب المسالک والممالک میں ذکر کیا ہے، بعد کے لکھنے والوں نے ابن خرداذبہ کی نقالی کی ہے اور بغیر تحقیق و بحث کے اس کے ذکر کردہ مقامات کو نقل کر دیا ہے۔ ابن خرداذبہ نے مغربی ساحل کے چار بندرگاہوں کے نام لیے ہیں، ان میں دو (سندان اور کولم) کا یقینی طور پر اور دو (تکین اور کولی) کا نیم یقینی تشخص ہو گیا ہے، مصنف نے جنوبی اور مشرقی ساحل کے دس شہروں کے نام لیے ہیں جہاں سے تجارتی جہاز گذرتے تھے لیکن ان میں سے نصف کے سوا کسی شہر کا، محققوں کی کوشش کے باوجود۔ صحیح تعین نہیں ہو سکا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اول تو ان کے اصلی نام عربی میں مسخ ہو گئے ہیں اور دوسرے ان کے باہمی فاصلوں کی (بقیہ ص ۱۵)

کی حد مغرب میں خلیج بصرہ سے شروع ہوکر مشرق میں جزیرۂ تیز مکران تک وسیع ہے، تیز سے سندھی قلمرو کا آغاز ہوتا ہے، مغرب میں بحر فارس کی حد خلیج بصرہ سے شروع ہوکر (جنوب میں) خلیج عدن تک جاتی ہے ......

بحر ہند کی (شمال) مغربی حد تیز مکران سے شروع ہوکر (مشرق میں) چین تک چلی جاتی ہے اور (جنوب) مغرب میں خلیج عدن سے شروع ہوکر (مشرق میں) جاوا (زابج) تک وسیع ہے۔

سمندری حالات سے باخبر علما کی رائے ہے کہ حقیقت میں بحر ہند اور بحر فارس ایک ہی سمندر کے دو حصے ہیں لیکن ان کا مزاج اور حال ایک دوسرے سے مختلف ہے، وہ اس طرح کہ فارس میں جب طلاطم کے باعث جہاز رانی دشوار ہو جاتی ہے اس وقت بحر ہند میں سکون ہوتا ہے اور جہازی سفر آسان اور پُرعافیت رہتا ہے اور جس وقت بحر ہند میں طغیانی ہوتی ہے اور سمندر پر سیاہ بادل اُمنڈ آتے ہیں جس کے سبب جہاز رانی دشوار ہو جاتی ہے اس وقت بحر فارس نسبتۃً پُرسکون ہوتا ہے، بحر فارس میں ہیجان اور جہاز رانی کی مشکلات کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب سورج برج سنبلہ (آخر گرما) میں داخل ہوتا ہے۔ اور استوائے خریفی (وسط ستمبر) کا وقت قریب آتا ہے، اس زمانہ میں برابر طغیانی بڑھتی رہتی ہے، سمندر میں اونچی اونچی موجیں تیزی اور تندی کے ساتھ اُٹھتی ہیں اور جہاز رانی مشکل ہو جاتی ہے، یہ حالت اس وقت تک جاری رہتی ہے جب سورج برج حوت (آخر سرما) میں داخل ہوتا ہے۔ بحر فارس میں سب سے زیادہ طلاطم خریف کے آخری ایام (ستمبر۔اکتوبر) میں ہوتا ہے جب سورج برج قوس (آخر خریف) میں ہوتا ہے،

حاشیہ صلا۔ صحیح حد بندی نہیں کی گئی ہے۔ ابن خردادبہ نے ان مقامات کا خود سفر نہیں کیا تھا بلکہ مسافروں سے دریافت کرکے نام اور فاصلے دیے تھے، مسافروں کے پاس فاصلوں کا کوئی تحقیقی ریکارڈ نہیں تھا بلکہ وہ یادداشت اور اندازہ پر مبنی تھے۔ محققوں کی دقت خاص طور سے مبینہ فاصلوں سے پیدا ہوتی ہے، متعدد شہروں کی تعیین کسی حد تک اطمینان بخش ہو گیا ہے لیکن اُن کے باہمی فاصلے ابن خردادبہ نے اتنے کم دئیے ہیں کہ وہ معین کردہ مقامات پر پورے نہیں اترتے، اس لئے ہماری رائے ہے کہ فاصلوں کی تحدید و تقدیر میں راویوں سے یقیناً سہو ہوا ہے۔
(بانی صلا بہ)

(ماہ مارچ میں) جب استوائے ربیعی کا وقت قریب آتا ہے تو بحر فارس کا ہیجان کم ہو جاتا ہے اور جہازرانی آسان ہو جاتی ہے۔ یہ کیفیت اس وقت تک رہتی ہے جب سورج برج سنبلہ (آخر گرما) میں داخل ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ بحری سکون اور جہازرانی کے لیے مساعد وقت موسم بہار کا آخر (اپریل) ہے جب سورج برج جوزا (آخر موسم بہار) میں ہوتا ہے۔

بحر ہند کا حال یہ ہے کہ جب سورج برج سنبلہ (آخر گرما) میں آتا ہے تو سمندر کی تاریکی اور طغیانی کم ہو جاتی ہے اور جہازوں کی آمد و رفت آسان ہو جاتی ہے، یہ حالت اس وقت تک جاری رہتی ہے جب سورج برج قوس (آخر خریف) میں ہوتا ہے۔

دونوں سمندروں میں ایک دوسرا فرق یہ ہے کہ بحر فارس میں سال کے ہر حصّہ میں جہازوں کی آمد و رفت جاری رہتی ہے لیکن بحر ہند میں موجوں کے بڑھے ہوئے طلاطم، تاریکی اور بارش طوفانوں کے زمانہ میں جہازرانی بند ہو جاتی ہے۔

ہندوؤں کا خیال ہے کہ بصرہ سے چین تک سات سمندر ہیں اور ہر سمندر کی الگ الگ علامتیں ہیں، اُن کی رائے میں ان سات سمندروں میں سے ہر ایک کی ہوا اس کے پانی کا رنگ اور مزہ مختلف ہوتا ہے، اس میں ایک دوسرے سے مختلف جانور پائے جاتے ہیں اور ہر سمندر کا مدوجزر الگ الگ ہوتا ہے۔ اور[۱] بعض کا مد واضح اور نمایاں ہوتا ہے اور بعض کا ہلکا اور دبا ہوا۔

سلیمان تاجر[۲] نویں صدی کا ربع ثالث :-

.... تیسرا سمندر بحر بنگال (ہرکند[۳]) ہے، اس کے اور مشرقی بحر عرب (دلاروی[۴]) کے درمیان

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۵: ۳ کامرپ کی تصحیف ۴ مائنار کی ص ۲۴ ۵ بظاہر گنگا کے دہانہ کا کوئی بندرگاہ معلوم ہوتا ہے۔ ۶ الاعلاق النفیسہ ص ۸۶ ، ۸۷ و ۸۹۔ حاشیہ ص ۱۵ : ۱ متن میں: فان عدۃ مما یلی المشرق ہے جو بظاہر صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ حاشیہ صفحہ ہذا۔ ۱ متن میں ہے: وان لکل واحد منہا مدا وجزرا الا ان بعضہا اظہر امن الخ۔ یہاں الا بے محل معلوم ہوتا ہے، ہماری رائے میں اس کی جگہ و ہونا چاہیے۔ ۲ سلسلۃ التواریخ ۱/۵.۲۲ ۳ لفظ ہرکیلین یا ہرکا، ہرنی شکل ہے جس کا اطلاق مشرقی بحر بنگال پر ہوتا تھا۔ مائنار کی ص ۲۴۔ ۴ متن میں دال کیساتھ لکھا ہوا ہے لیکن عرب جغرافیہ نویس زیادہ تر لاروی لکھتے ہیں اور اس سے مغربی بحر بنگال مراد لیتے ہیں ۵ ان جزیروں سے لکادیپ اور مالدیپ جزیرے مراد ہیں جن کو عرب دیبجات کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

بہت سے جزیرے[1] ہیں، باخبر لوگوں کا بیان ہے کہ ان کی تعداد ایک ہزار نو سو ہے۔ اِن جزیروں پر ایک عورت کا راج ہے، جزیروں کے کنارے پر عمدہ قسم کا عنبر سمندر سے آکر جمع ہو جاتا ہے، عنبر پودہ یا اس سے ملتی جلتی مخلوق ہے، عنبر کا پودا سمندر کی تہ میں اگتا ہے، جب سمندر میں طغیانی بڑھتی ہے تو وہ اِن عنبری پودوں کو تہ سے اکھاڑ کر سانپ کی چھتری کی شکل میں سطح کی طرف پھینک دیتا ہے، اِن جزیروں میں ناریل کی بہتات ہے۔ جزیروں کا باہمی فاصلہ چھ سات (دو فرسخ) دس گیارہ (تین فرسخ) اور تیرہ چودہ میل (چار فرسخ) ہے، سارے جزیرے آباد ہیں، کوڑی باشندوں کی دولت ہے یہاں کی حکومت خزانہ میں کوڑیاں جمع کر لیتی ہے، زندہ کوڑیاں پانی کی سطح پر آ جاتی ہیں، ناریل کی ٹہنی پانی میں ڈال دی جاتی ہے اور کوڑیاں اس پر چمٹ جاتی ہیں، مقامی باشندے کوڑی کو کوبج (کنج) کہتے ہیں۔

باخبر لوگ بتاتے ہیں کہ اِن جزیروں کے باشندے بے مثال کاریگر اور دستکار ہیں، ان کی مہارت کا یہ حال ہے کہ وہ پوری قمیص مع آستینوں، کلیوں اور گریبان کے بنکر تیار کر لیتے ہیں، کشتیاں اور مکان بنا لیتے ہیں بلکہ اپنے سارے ہی کام سلیقہ اور مہارت سے انجام دیتے ہیں۔ اِن جزیروں کو دیبجات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مسعودی[2] (دسویں صدی کا ربع ثانی) :۔

تیسرے سمندر یعنی ـــــ بحر بنگال (ہرکند) اور دوسرے سمندر یعنی مشرقی بحر عرب (لاروی) کے درمیان جس کی طرف ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں، بہت سے جزیرے ہیں جو ان سمندروں کے مابین آبادبستیوں کی حیثیت رکھتے ہیں، اِن کی تعداد دو ہزار اور صحیح تر قول کے بموجب انیس سو ہے اور یہ سارے کے سارے جزیرے آباد ہیں، جزیروں کی حاکم ایک عورت ہے، قدیم زمانہ سے یہاں کا

---

[1] اِن جزیروں سے لنکادیپ اور مالدیپ جزیرے مراد ہیں جن کو عرب دیبجات کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

[2] مروج الذہب ۱/۲۱۶۔ ۲۱۸۔ دیبجات کے بارے میں مسعودی اور سلیمان تاجر کے بیانات میں گہری مماثلت ہے اور ہماری رائے میں مسعودی نے سلیمان تاجر کی سلسلۃ التواریخ سے خوشہ چینی کی ہے۔

دستور رہا ہے کہ مرد کی بجائے عورت حکومت کرتی ہے (جنوبی عرب اور مشرقی افریقہ کے ساحل کے علاوہ) ان جزیروں میں بھی عنبر پایا جاتا ہے جس کو سمندر اپنی تہ سے نکال کر سطح پر پھینک دیتا ہے اور ان جزیروں کے سمندر میں تو عنبر چٹانوں کے ٹکڑوں کی شکل میں پایا جاتا ہے۔ مجھ سے سیراف، عمان اور دوسرے بحری مرکزوں کے ایک سے زیادہ سیرانی اور عمانی کپتانوں نے جو ان جزیروں میں آنے جانے رہتے تھے، بیان کیا کہ عنبر مشرقی بحر عرب (لاروی) کی تہ میں پیدا ہوتا ہے اور شکل وصورت میں سانپ کی چھتری (فُطر) کے سفید کالے اقسام سے مشابہ[1] ہوتا ہے۔ جب سمندر میں طغیانی بڑھتی ہے تو وہ اپنی تہ سے چٹانیں اور پتھر اور عنبر سطح پر لا پھینکتا ہے۔ ان جزیروں کے لوگ اتحاد اور اتفاق سے رہتے ہیں، ان کی تعداد شمار سے باہر ہے، اسی طرح ان کی رانی کا لشکر بھی۔ (دیبجات جزیرے) ایک دوسرے سے تقریباً میل، تین میل، چھ سات میل اور نو دس میل کے فاصلہ پر واقع ہیں، یہاں ناریل ہوتا ہے، کھجور نہیں ہوتی ....

سمندری جزائر میں ہر قسم کی دستکاری نیز کپڑے اور آلات وغیرہ کی صنعتوں میں یہاں کے باشندوں سے زیادہ ماہر کاریگر نہیں پائے جاتے۔ کوڑیاں رانی کے خزانے کی دولت ہیں۔ کوڑی ایک قسم کی جاندار مخلوق ہے، جب رانی کا خزانہ کم ہو جاتا ہے تو وہ ناریل کی شاخیں مع پتوں کے کاٹ کر سمندر میں ڈالنے کا حکم دیتی ہے، شاخوں پر اس جاندار مخلوق کے دَل لپٹ جاتے ہیں۔ شاخیں جمع کرلی جاتی ہیں اور ان کو ساحل کے ریت پر ڈال دیا جاتا ہے۔ دھوپ کی گرمی سے کوڑی کے اندر کی جاندار مخلوق جل بھن جاتی ہے اور کوڑی اندر سے خالی ہو جاتی ہے، اب اس کو رانی کے خزانوں میں بھر دیا جاتا ہے۔ یہ سارے جزیرے دیبجات کہلاتے ہیں۔

ادریسی (تیرھویں صدی کا ربع اوّل):

نقشہ پر دکھائے ہوئے جزیروں میں سے جزائر دیبجات ہیں جن کا ہم اس فصل میں ذکر کریں گے، یہ ایک دوسرے سے قریب واقع ہیں اور ان کی تعداد شمار سے باہر ہے، ان میں سے اکثر غیر آباد

[1] متن میں۔ والمعاریذ وتبا تا ادبہ۔ یہ تین بگڑے ہوئے لفظ ہیں جن کا ہم ادراک نہیں کر سکے۔

ہیں اور ان میں سب سے بڑے جزیرے کا نام انبر یہ (؟) ہے - یہ خوب آباد ہے اور اس کے آس پاس کے جزیروں میں کبھی انسانی بود و باش ہے - جزیرہ قُمر[1] (MALAYA) دیبجات سے منفصل ہے -

ان سارے جزیروں کا ایک سردار جو اُن کو متحد رکھتا ہے، دشمنوں سے ان کی حفاظت کرتا ہے اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے متعلقہ جزائر کے رئیسوں سے صلح و امن کے ساتھ رہنے کی کوشش کرتا ہے، اس کی رانی رعایا کے مقدموں کی سماعت کرتی ہے، اُن سے ہمکلام ہوتی ہے اور پردہ نہیں کرتی، اس کا شوہر اُس کے پاس موجود رہتا ہے لیکن اس کے کسی حکم یا فیصلہ میں مداخلت نہیں کرتا، دیبجات میں ہمیشہ عورتیں حکومت کرتی ہیں، یہاں کی یہ پرانی رسم ہے، رانی کا نام دہرہ (؟) ہے، وہ زرد وزر لباس پہنتی ہے، اس کا تاج سونے کا ہے جس میں مختلف قسم کے یاقوت اور قیمتی پتھر جڑے ہوئے ہیں، وہ سونے کے جوتے پہنتی ہے، اُس کے سوا اور جزیروں میں کوئی جوتا نہیں پہنتا۔ اگر معلوم ہو جائے کہ کسی نے جوتا پہنا ہے تو اس کے پیر کاٹ دیے جاتے ہیں۔

رانی مذہبی تقریبوں اور تہواروں کے موقعوں پر سوار ہو کر محل سے نکلتی ہے، پورے شاہی ساز و سامان کے ساتھ، اس کے پیچھے کنیزیں ہوتی ہیں، ہاتھی جھنڈے اور ربگل بھی۔ اس کا شوہر اور سارے وزیر ذرا دور عقب میں ہوتے ہیں۔ رانی مقررہ مدوں سے ٹیکس وصول کرتی ہے اور ملک کے ناداروں میں خود کھڑے ہو کر تقسیم کراتی ہے، رعایا اس کی گذرگاہ پر مختلف قسم کے ریشمی پرچم لٹکاتی ہے اور جیسا کہ ہم نے ذکر کیا رانی کی ہیئت شان دار ہوتی ہے، جزیرہ آنبر (؟) رانی اور اس کے راجہ کا پایۂ تخت ہے۔

دیبجات کے باشندوں کا سامانِ تجارت ذَبل ہے۔ ذَبل رکچھوے سے مشابہ ایک سمندری

---

[1] یہاں ادریسی نے سنگین غلطی کی ہے، وہ ایک طرف جزیرۂ قُمر کو جس سے جزیرہ مڈگاسکر مراد ہے ملایا قرار دیتا ہے اور دوسری طرف دیبجات (جزائر مالدیپ) کو جن کا فاصلہ ملایا سے پندرہ سو میل سے کچھ زیادہ ہے، اس سے متصل بتاتا ہے۔ ادریسی کے نقشہ میں بھی جو جغرافیائی اغلاط سے پُر ہے، دیبجات جزیرے ملایا سے ملحق دکھائے گئے ہیں۔

جانور کی پیٹھ ہوتی ہے، یہ جانور ساحل پر انڈے دیتا ہے اور ساحلی ریت میں انڈے چھپا کر چلا جاتا ہے اور ایک مقررہ وقت تک غائب رہتا ہے، پھر الہامِ خداوندی سے اُس دن آتا ہے جب انڈے پھٹتے ہیں۔ مُرغی اور پرندوں کے برخلاف اُس کے انڈوں میں چھلکا نہیں ہوتا، وہ انڈے کی زردی کے ہم رنگ ہوتے ہیں، انڈوں کے گاہک اس جانور کا پیچھا کرتے ہیں، اس کی اور کچھوے کی بناوٹ ایک سی ہے، اس کا گوشت خوش ذائقہ ہوتا ہے، میں نے سرزمین عیذاب[1] میں کئی بار اس کا گوشت کھایا ہے، انڈے بھی کھائے ہیں، بحرِ قلزم کے ساحل پر اس کا شکار کیا جاتا ہے اور بجہ[2] قوم کے لوگ اس کی پُشت کے کڑے اور انگوٹھیاں بنا کر اپنی عورتوں کو پہناتے ہیں اور اس زیور پر فخر کرتے ہیں۔ میں نے عیذاب میں اس کے انڈے ناپ کیے ہوئے دیکھے ہیں۔ ذَبل ہڈی کچھوے کے جسم پر بھی ہوتی ہے اور اس کے سات قطعے ہوتے ہیں، کچھوؤں پر اس سے زیادہ تعداد میں نہیں ہوتے، چار قطعوں کا وزن دوسو ساٹھ درہم والے پونڈ (من) کے برابر ہوتا ہے، دو قطعوں کا زیادہ سے زیادہ وزن ایک پونڈ (من) کے مساوی ہوتا ہے۔ ذَبل سے زیورات اور کنگھیاں بنائی جاتی ہیں، اس میں گوناگوں رنگ ہوتے ہیں اور سطح صاف اور چکنی ہوتی ہے۔

دیبجات کی عورتیں ننگے سر رہتی ہیں، ان کے بال گندھے ہوتے ہیں، ایک عورت کے سر میں دس یا اس کے لگ بھگ کنگھیاں اُڑسی ہوتی ہیں، یہ کنگھیاں ان کا زیور ہیں اور ان جزیروں کی ساری عورتیں اسی ہیئت سے باہر نکلتی ہیں۔ باشندے پارسی مذہب ہیں، ان کا ذکر ہم بعد میں کریں گے۔

دیبجات جزیرے آباد ہیں، یہاں ناریل اور گنے کی کاشت ہوتی ہے، لین دین اور تجارت کا ذریعہ کوڑی ہے، ایک جزیرہ سے دوسرے کا فاصلہ چھ میل یا اس کے لگ بھگ ہے۔ ان کا حاکم خزانہ میں کوڑیاں جمع کر لیتا ہے اور کوڑی ہی اس کا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔

باشندے بڑے ماہر دستکار ہیں مثلاً وہ مع آستینوں، کلیوں اور گریبان کے قمیص بن لیتے ہیں،

---

[1] بفتح العین، جدہ کے بالمقابل مغربی بحرِ قلزم ہے جنوبی مصر کا ایک مشہور تجارتی بندرگاہ۔ [2] مشرقی سوڈان کی ایک قوم، بجہ کا صحیح املا بجاہ ہے بالفتح والمد ونی الآخر۔

لکڑی کے چھوٹے چھوٹے تختوں سے کشتیاں بنا لیتے ہیں، عمدہ مکان اور ہر قسم کی مستحکم عمارتیں سخت اور بھاری پتھروں سے تعمیر کر لیتے ہیں، اس کے علاوہ ایسے مکان بھی بنا لیتے ہیں جو پانی پر تیرتے ہیں اور کبھی بلند ہمتی اور شان دکھانے کے لیے مکانوں میں عود کی خوشبودار (اور گراں) لکڑی لگاتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ کوڑیاں جن کو حاکم جمع کر کے خزانہ میں بھر لیتا ہے پانی کی سطح پر زندہ نمودار ہوتی ہیں، لوگ ناریل کی ٹہنیاں پانی میں ڈال دیتے ہیں اور یہ کوڑیاں جو جاندار مخلوق ہیں اُن پر چمٹ جاتی ہیں، یہاں کوڑی کو کونج (کنج) کہتے ہیں۔ دیبجات کے بعض جزیروں سے نارکول سے ملتا جلتا ایک سیال مادہ نکلتا ہے جو سمندر میں مچھلیوں کو جلا دیتا ہے اور ان کی لاشیں سطح سمندر پر تیرنے لگتی ہیں۔

لنکا (سرندیپ)

ابن خردادبہ[1] (نویں صدی کا ربع ثانی)

.... لنکا طول میں لگ بھگ دو سو ستر میل (اسی فرسخ) اور عرض میں بھی اسی قدر ہے۔[2] یہاں وہ پہاڑ ہے[3] جس پر آدم علیہ السلام آسمان سے اُترے تھے، یہ اتنا اونچا ہے کہ بحری مسافروں کو کئی دن کی مسافت سے نظر آجاتا ہے، ہندوستان کے عبادت گذار طبقہ برہمنوں کی رائے ہے کہ اس پہاڑ پر آدم علیہ السلام[4] کا نقشِ پا ایک پتھر پر دھنسا ہوا ہے اور اس کی لمبائی تقریباً ایک سو پانچ فٹ (ستر ذراع) ہے اور اس پہاڑ پر ہمیشہ بجلی کی طرح روشنی کوندتی رہتی ہے[5] نیز یہ کہ آدم نے دوسرا

---

[1] المسالک والممالک ص ۶۳ [2] صحیح لمبائی ۲۷۱½ میل اور چوڑائی ۱۳۷½ میل ہے۔ دیکھو کننگھم ص ۶۳۹ [3] یعنی Adam's Peak [4] برہمنوں کی رائے میں نقش پا آدم کا نہیں بلکہ شیو کا تھا، بدھ مت کے پیرو اس کو مہاتما بدھ کا نقشِ قدم بتاتے ہیں، عیسائی اپنی کسی مقدس ہستی کا۔ مقبول ص ۱۰۸-۱۰۹ [5] یہ روشنی نہ تو آسمان کی بجلی تھی، نہ کوئی معجزہ یا کرامات بلکہ جیسا کہ بیرونی نے تصریح کی ہے معمولی آگ تھی جو جہازوں کی رہنمائی کے لیے پہاڑ کی چوٹی پر ہر وقت مشتعل رکھی جاتی تھی۔ مقبول ص ۱۰۹

قدم سمندر میں رکھا تھا اور وہ سمندر میں دو یا تین دن کی مسافت کے بقدر دور تھا۔ اس پہاڑ پر اور اس کے آس پاس ہر رنگ کے یاقوت پائے جاتے ہیں اور ہر قسم کے دوسرے ملتے جلتے پتھر۔ پہاڑ کی وادی میں الماس اور پہاڑ کے اوپر صندل، سیاہ مرچ، عطر، مصالحے، مشکی ہرن اور زبادبلی[1] پائی جاتی ہے۔ لنکا میں ناریل بھی ہوتا ہے اور اس کی زمین سنباذج نامی پتھر سے بنی ہے جس سے جواہرات صاف کئے جاتے ہیں، لنکا کے دریاؤں میں بلور ہوتا ہے اور گرد و پیش کے سمندر سے موتی نکالے جاتے ہیں۔

سلیمان[2] تاجر (نویں صدی کا ربع ثالث) :۔

دیجایت ... آخر میں لنکا کا جزیرہ ہے جو بحر ہرکناں (ہرکنہ) میں واقع ہے، یہ دیجایت کے سارے جزیروں سے بڑا ہے۔ لنکا کے سمندر سے موتی نکالے جاتے ہیں، (جنوب مغربی) لنکا میں ایک پہاڑ ہے جس کو رہون کہتے ہیں، اس پر آسمان سے آدم علیہ السلام اترے تھے اور اس پہاڑ کی چوٹی پر ان کا نقش پا پتھر میں دھنسا ہوا ... اب تک موجود ہے، لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے دوسرا پیر سمندر میں رکھا تھا، ان کے اس قدم کی لمبائی جس کا نشان پہاڑ پر ہے لگ بھگ ایک سو پانچ فٹ، (ستر ذراع تھا)، اس پہاڑ کے گرد لال، پیلے اور آسمانی یاقوت کی کانیں ہیں، لنکا میں دو راجہ حکومت کرتے ہیں، یہ ایک لمبا چوڑا جزیرہ ہے، یہاں صندل، سونا اور جواہرات پائے جاتے ہیں، اس کے سمندر سے موتی اور سنکھ (شنک) نکالے جاتے ہیں، سنکھ ایک طرح کا بگل ہے جس میں پھونکنے سے آواز نکلتی ہے اور جس کو لوگ جمع کرتے ہیں۔

ابوزید[3] سیرافی (نویں صدی کا ربع آخر) :

لال، پیلا اور نیلا قیمتی پتھر لنکا کے ایک پہاڑ سے نکلتا ہے، قیمتی پتھر زیادہ تر مد کے ایام میں حاصل ہوتے ہیں، مد کا پانی پہاڑ کے غاروں، گڑھوں اور آبی راستوں سے ان کو باہر نکال لاتا ہے،

---

[1] ... کے جسم سے ایک خوشبودار مادہ نکالا جاتا تھا جس کی مہک مشک سے زیادہ دلکش ہوتی تھی۔ قاطع وتاج العروس۔ [2] سلسلۃ التواریخ ۱/۵۰۷۔ [3] ایضاً ۲/۱۲۲۔۱۲۵